فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حسن بن زیاد لؤلؤی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: حسن بن زیاد لؤلؤی کوفی بالاتفاق ''ضعیف، متروک وکذاب'' ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ تَرَكَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ، وَصَرَّحَ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ بِكَذِبِهِ.

''حسن بن زیاد لؤلؤی کو کئی ایک ائمہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے اور بہت سے ائمہ نے اس کے ''کذاب'' ہونے کی صراحت کی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 355/8)

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی تحقیق درکار ہے؛

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ لِي أَرْبَعُونَ بِنْتًا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتَّى لا يَبْقٰى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ.

''اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں، تو میں سب کی سب کو یکے بعد دیگرے عثمان (بن عفان رضی اللہ عنہ) سے بیاہ دیتا۔''

(فضائل الخلفاء لأبي نعيم : 24، جزء من حديث ابن شاهين : 9)

جواب: روایت جھوٹی ہے۔

① علاء بن عمرو ''متروک وکذاب'' اور ''وضاع'' ہے۔

الکامل لابن عدی (263/8) میں علاء کی متابعت ہے، لیکن یہ متابعت مفید نہیں، کیونکہ اس کی سند میں علی بن احمد بن بسطام ''مجہول الحال'' ہے۔

② نضر بن منصور عنزی ضعیف ہے۔

③ ابو جنوب، عقبہ بن علقمہ ضعیف ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(البداية والنّهاية : 382/10)

سوال: روایت: لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ وَلَا فَتًى إِلَّا عَلِيٌّ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت الکامل لابن عدی (۶/۴۵۸) وغیرہ میں آتی ہے۔ یہ سخت ضعیف ہے۔ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے ''الموضوعات (۱/۳۸۱) میں ذکر کیا ہے۔

❀ الکامل لابن عدی کی سند جھوٹی ہے۔

① عیسیٰ بن مہران ''کذاب و وضاع'' ہے۔

② محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ''ضعیف'' ہے۔

❀ معجم ابن الآبار (ص۱۶۴) کی سند بھی ضعیف ہے۔

① حبان بن علی عنزی ''ضعیف'' ہے۔

② محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ''ضعیف'' ہے۔

❀ معجم ابن الآبار (ص۱۶۴) میں ابو جعفر باقر کا قول بھی جھوٹا ہے۔

① سعد بن طریف اسکاف حنظلی ''متروک وکذاب و وضاع'' ہے۔

۲ یہ روایت مرسل ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ، وَحَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

”یہ سند ضعیف ہے اور حدیث منکر ہے۔“

(البداية والنّهاية: 519/10)

سوال: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّ سِينَ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰهِ شِينٌ.

”بلال کی ”سین“ اللہ کے ہاں ”شین“ ہے۔“

اسی طرح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ أَشْهَدُ کو أَسْهَدُ پڑھتے تھے، نیز سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ”شین“ کو ”سین“ میں بدل دیتے تھے۔

اس روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ سب بے اصل ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”اس روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں۔“

(البداية والنّهاية: 305/8، 103/10)

سوال: کتاب ”قوت القلوب“ اور اس کے مؤلف کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قوت القلوب الی معاملۃ المحبوب نامی کتاب مشہور صوفی اور ملحد ابو طالب محمد بن علی مکی (۳۸۶ھ) کی ہے۔

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ فِيهِ أَشْيَاءَ مُنْكِرَةً مُسْتَشْنِعَةً فِي الصِّفَاتِ .

''مصنف نے اس کتاب میں صفات باری تعالیٰ کے متعلق منکر اور قبیح و شنیع باتیں ذکر کی ہیں۔''

(تاریخ بغداد : 89/3)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ فِيهِ الْأَحَادِيثَ الْبَاطِلَةَ وَمَا لَا يُسْتَنَدُ فِيهِ إِلٰى أَصْلٍ مِّنْ صَلَوَاتِ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْمَوْضُوعِ وَذَكَرَ فِيهِ الْاِعْتِقَادَ الْفَاسِدَ .

''مصنف نے اس کتاب میں دن رات کی نمازوں کے متعلق جھوٹی، بے سند اور بے اصل روایات ذکر کی ہیں، ان کے علاوہ بھی من گھڑت روایات درج کی ہیں، نیز اس کتاب میں فاسد اعتقادات بھی بیان کیے ہیں۔''

(تلبیس إبلیس، ص 204)

❁ نیز فرماتے ہیں:

ذَكَرَ فِيهِ أَحَادِيثَ لَا أَصْلَ لَهَا .

''مصنف نے اس کتاب میں بے اصل احادیث ذکر کی ہیں۔''

(المُنتظم : 385/14)

حافظ ابو طاہر محمد بن علی بن العلاف رحمہ اللہ (۴۴۲ھ) بیان کرتے ہیں:

قَدِمَ بَغْدَادَ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فِي مَجْلِسِ الْوَعْظِ، فَخُلِّطَ

فِي كَلَامِهٖ، وَحُفِظَ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ : لَيْسَ عَلَى الْمَخْلُوقِينَ أَضَرُّ مِنَ الْخَالِقِ، فَبَدَّعَهُ النَّاسُ وَهَجَرُوهُ .

''ابو طالب مکی بغداد آیا، تو لوگ اس کا وعظ سننے کے لیے جمع ہوئے، وہ اپنے ہی کلام میں اختلاط کا شکار ہو گیا، اس کے متعلق یہ محفوظ ہے کہ اس نے کہا: ''مخلوق کے لیے اس کے خالق سے زیادہ نقصان دہ کوئی نہیں۔'' (اس نے یہ بات کہی) تو لوگوں نے اسے بدعتی قرار دیا اور اسے چھوڑ دیا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 89/3)

❁ علامۃ الہند، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُلْحِدُ لَا تَسْأَلْ عَنْ كُفْرِهٖ وَإِلْحَادِهٖ فِي آيَاتِ اللّٰهِ وَافْتِرَائِهٖ عَلَى اللّٰهِ مَا لَمْ يَقُلْهُ، كَقَوْلِ بَعْضِهِمْ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ﴾ : مَا عَلَى الْعِبَادِ أَضَرُّ مِنْ رَبِّهِمْ، وَيُنْسَبُ هٰذَا الْقَوْلُ إِلٰى صَاحِبِ قُوْتِ الْقُلُوبِ .

''مت پوچھیے کہ ملحد کا کفر کیا ہے، وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد کرتا ہے اور وہ کس طرح اللہ تعالیٰ پر ایسی باتیں گھڑتا ہے، جو اس نے کہی ہی نہیں ہوتیں؟! جیسے بعض ملحدین نے فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَإِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ﴾ کی تفسیر میں کہا ہے: ''بندوں کے لیے ان کے رب سے زیادہ نقصان دہ کوئی نہیں۔'' یہ قول ''قوت القلوب'' کے مصنف (ابو طالب مکی) کی طرف منسوب ہے۔''

(فتح البیان في مَقاصد القرآن : 15/1)

(سوال): علم منطق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): علم منطق باطل علم ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فَنُّ الْمَنْطِقِ فَنٌّ خَبِيثٌ مَذْمُومٌ، يَحْرُمُ الْاِشْتِغَالُ بِهٖ، مَبْنِيٌّ بَعْضُ مَا فِيهِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْهَيُولَى الَّذِي هُوَ كُفْرٌ، يَجُرُّ إِلَى الْفَلْسَفَةِ وَالزَّنْدَقَةِ، وَلَيْسَ لَهٗ ثَمَرَةٌ دِينِيَّةٌ أَصْلًا، بَلْ وَلَا دُنْيَوِيَّةٌ نَصَّ عَلٰى مَجْمُوعِ مَا ذَكَرْتُهٗ أَئِمَّةُ الدِّينِ، وَعُلَمَاءُ الشَّرِيعَةِ فَأَوَّلُ مَنْ نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِهٖ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ، وَالْغَزَالِيُّ فِي آخِرِ أَمْرِهٖ، وَابْنُ الصَّبَّاغِ صَاحِبُ الشَّامِلِ، وَابْنُ الْقُشَيْرِيِّ، وَنَصْرٌ الْمُقَدِّسِيُّ، وَالْعِمَادُ بْنُ يُونُسَ، وَحَفَدُهٗ، وَالسِّلَفِيُّ، وَابْنُ بُنْدَارٍ، وَابْنُ عَسَاكِرَ، وَابْنُ الْأَثِيرِ، وَابْنُ الصَّلَاحِ، وَابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ، وَأَبُو شَامَةَ، وَالنَّوَوِيُّ، وَابْنُ دَقِيقِ الْعِيدِ، وَالْبُرْهَانُ الْجَعْبَرِيُّ، وَأَبُو حَيَّانَ، وَالشَّرْفُ الدِّمْيَاطِيُّ، وَالذَّهَبِيُّ، وَالطِّيبِيُّ، وَالْمَلَوِيُّ، وَالْأَسْنَوِيُّ، وَالْأَذْرُعِيُّ، وَالْوَلِيُّ الْعِرَاقِيُّ، وَالشَّرْفُ بْنُ الْمُقْرِي، وَأَفْتٰى بِهٖ شَيْخُنَا قَاضِي الْقُضَاةِ شَرَفُ الدِّينِ الْمَنَاوِيُّ، وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْمَالِكِيَّةِ ابْنُ أَبِي زَيْدٍ صَاحِبُ الرِّسَالَةِ وَالْقَاضِي أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ،

وَأَبُو بَكْرٍ الطَّرْطُوشِيُّ، وَأَبُو الْوَلِيدِ الْبَاجِّيُّ، وَأَبُو طَالِبٍ الْمَكِّيُّ صَاحِبُ قُوتِ الْقُلُوبِ، وَأَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْحِصَارِ، وَأَبُو عَامِرِ بْنُ الرَّبِيعِ، وَأَبُو الْحَسَنِ بْنُ حَبِيبٍ، وَأَبُو حَبِيبٍ الْمَالِقِيُّ، وَابْنُ الْمُنِيرِ، وَابْنُ رُشْدٍ، وَابْنُ أَبِي جَمْرَةَ، وَعَامَّةُ أَهْلِ الْمَغْرِبِ، وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ أَبُو سَعِيدٍ السِّيرَافِيُّ، وَالسِّرَاجُ الْقَزْوِينِيُّ، وَأَلَّفَ فِي ذَمِّهِ كِتَابًا، سَمَّاهُ «نَصِيحَةُ الْمُسْلِمِ الْمُشْفِقِ لِمَنِ ابْتُلِيَ بِحُبِّ عِلْمِ الْمَنْطِقِ» وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَنَابِلَةِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ، وَسَعْدُ الدِّينِ الْحَارِثِيُّ، وَالتَّقِيُّ ابْنُ تَيْمِيَّةَ، وَأَلَّفَ فِي ذَمِّهِ وَنَقْضِ قَوَاعِدِهِ مُجَلَّدًا كَبِيرًا سَمَّاهُ «نَصِيحَةُ ذَوِي الْأَيْمَانِ فِي الرَّدِّ عَلٰى مَنْطِقِ الْيُونَانِ» وَقَدِ اخْتَصَرْتُهُ فِي نَحْوِ ثُلُثِ حَجْمِهِ، وَأَلَّفْتُ فِي ذَمِّ الْمَنْطِقِ مُجَلَّدًا سُقْتُ فِيهِ نُصُوصَ الْأَئِمَّةِ فِي ذٰلِكَ، وَقَوْلُ هٰذَا الْجَاهِلِ: إِنَّ الْمَنْطِقَ فَرْضُ عَيْنٍ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، يُقَالُ لَهُ: إِنَّ عِلْمَ التَّفْسِيرِ وَالْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ الَّتِي هِيَ أَشْرَفُ الْعُلُومِ لَيْسَتْ فَرْضَ عَيْنٍ بِالْإِجْمَاعِ، بَلْ هِيَ فَرْضُ كِفَايَةٍ، فَكَيْفَ يَزِيدُ الْمَنْطِقُ عَلَيْهَا؟! فَقَائِلُ هٰذَا الْكَلَامِ: إِمَّا كَافِرٌ، أَوْ مُبْتَدِعٌ، أَوْ مَعْتُوهٌ لَا يَعْقِلُ.

’’منطق خبیث اور مذموم فن ہے، اس میں مشغول ہونا حرام ہے، اس فن کی بعض جزئیات نظریۂ ہیولیٰ (اس نظریہ سے مراد یہ ہے کہ وجود کائنات سے پہلے ایک مادہ موجود تھا، جس کی کوئی معین شکل وصورت نہ تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس مادہ کے ذریعہ کائنات کی اشیا کو تخلیق کیا، اس نظریہ کی رو سے اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بنانے کے لیے مادہ یعنی میٹیریل کا محتاج ہے، نعوذ باللہ!) پر مبنی ہے، جو کہ کفر ہے، یہ فلسفہ اور زندقہ تک پہنچا دیتا ہے، نیز منطق کا ذرا بھر بھی دینی فائدہ نہیں ہے، بلکہ دنیاوی فائدہ بھی نہیں ہے۔ جو معروضات میں (سیوطی رحمہ اللہ) نے عرض کی ہیں، تقریباً یہی باتیں ائمہ دین اور علمائے شریعت نے بھی کی ہیں۔ سب سے پہلے منطق کے رد میں جس نے بات کی، وہ امام شافعی رحمہ اللہ ہیں، شوافع اصحاب میں سے جنہوں نے علم منطق کا رد کیا، ان میں امام الحرمین، غزالی نے اپنی آخر عمر میں، ’’الشامل‘‘ کے مصنف ابن صباغ، ابن قشیری، نصر مقدسی، عماد بن یونس اور ان کے پوتے، سلفی، ابن بندار، ابن عساکر، ابن الاثیر، ابن صلاح، ابن عبد السلام، ابو شامی، نووی، ابن دقیق العید، برہان جعبری، ابو حیان، شرف دمیاطی، ذہبی، طیبی، ملوی، اسنوی، اذرعی، ولی العراقی اور شرف ابن مقری رحمہم اللہ شامل ہیں، ہمارے شیخ قاضی القضاۃ شرف الدین مناوی رحمہ اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ ائمہ مالکیہ میں سے ’’الرسالہ‘‘ کے مصنف ابن ابی زید، قاضی ابو بکر ابن العربی، ابو بکر طرطوشی، ابو الولید باجی، ’’قوت القلوب کے مصنف (صوفی ملحد) ابو طالب مکی، ابو الحسن بن حصار، ابو عامر بن الربیع، ابو الحسن بن حبیب، ابو حبیب مالقی، ابن المنیر ،

ابن رشد، ابن ابی جمرہ اور اکثر مغربی اہل علم رحمہم اللہ نے منطق کا رد کیا ہے۔ منطق کا رد کرنے والے ائمہ حنفیہ میں ابوسعید سیرافی اور سراج قزوینی رحمہما اللہ شامل ہیں، قزوینی رحمہ اللہ نے منطق کے رد میں ایک کتاب بھی لکھی، جس کا نام «نَصِيحَةُ الْمُسْلِمِ الْمُشْفِقِ لِمَنِ ابْتُلِيَ بِحُبِّ عِلْمِ الْمَنْطِقِ» رکھا۔ منطق کا رد کرنے والے ائمہ حنابلہ میں ابن الجوزی، سعد الدین حارثی اور تقی الدین ابن تیمیہ رحمہم اللہ شامل ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منطق کی مذمت اور اس کے قواعد کے بطلان پر ضخیم کتاب بھی لکھی، جس کا نام «نَصِيحَةُ ذَوِي الْأَيْمَانِ فِي الرَّدِّ عَلٰى مَنْطِقِ الْيُونَانِ» ہے۔ میں (سیوطی رحمہ اللہ) نے اس کتاب کو تہائی حجم میں خلاصہ بھی کیا ہے، نیز میں نے علم منطق کی مذمت پر ایک کتاب بھی لکھی ہے، میں نے اس میں ائمہ کے اقوال درج کیے ہیں۔ ایک جاہل نے کہا ہے کہ ''منطق (کو سیکھنا) ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اس جاہل سے کہا جائے گا کہ علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ، جو سب سے اشرف علوم ہیں، ان کو سیکھنا بھی بالا جماع فرض عین نہیں، بلکہ فرض کفایہ ہے، تو منطق کو ان علوم پر فوقیت کیسے حاصل ہو گئی؟ لہٰذا اس قول کا قائل (منطق کو فرض عین کہنے والا) یا تو کافر ہے، یا بدعتی یا بیوقوف اور بے عقل۔''

(الحاوي للفَتاوي :1/300-301)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دور سے درود وسلام سنتے ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر میں درود وسلام سننا شرعی دلیل سے ثابت نہیں، اس بارے میں ذکر کردہ تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

سوال: امام کو نماز میں سہو ہو جائے، تو عورتیں اس کی درستی کس طرح کرائیں؟

جواب: امام کو سہو ہو جائے، تو مرد ''سبحان اللہ'' کہہ کر تنبیہ کریں گے اور اگر اقتدا میں خواتین ہیں، تو وہ امام کو غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے ''تصفیق'' (تالی کی طرح ہاتھ پر ہاتھ مارنا) کریں گی۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ .

''نماز میں امام کو کسی غلطی پر متنبہ کرنا ہو، تو مرد 'سبحان اللہ' کہیں اور خواتین تالی بجائیں (ہاتھ پر ہاتھ ماریں)۔''

(صحيح البخاري : 1203، صحيح مسلم : 422)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ کو کیا ہو گیا ہے، جب آپ کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے، تو تالیاں بجانے لگتے ہیں؟ حالانکہ یہ حکم تو صرف خواتین کے لیے ہے، اگر کسی کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہو جائے تو وہ 'سبحان اللہ' کہے۔''

(صحيح البخاري : 684، صحيح مسلم :421)

سوال: کسی پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی معین مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں، یہ اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ کتاب وسنت میں جن کاموں پر لعنت کی گئی ہے، ان پر بغیر تعیین کے لعنت کی جا سکتی ہے، مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ سودی لین دین کرنے والوں پر لعنت ہے، وغیرہ وغیرہ۔

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَعَنَ مُوْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ، وَمَنْ قَذَفَ مُوْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ .

''مومن پر لعن طعن کرنا اور اس پر کفر کی تہمت لگانا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

(صحيح البخاري : 6047)

❁ **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ اَنْ يَكُونَ لَعَّانًا .

''صدیق کو زیب نہیں دیتا کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔''

(صحيح مسلم : 2597)

❁ **سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''کثرت سے لعن طعن کرنے والے روز قیامت نہ شفاعت کر سکیں گے اور نہ گواہی دیں گے۔''

(صحيح مسلم : 2598)

❁ **سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی، بال جڑوانے والی، بدن گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5937، صحيح مسلم : 2124)

❁ **سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ .

''رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور اس کے وکیل بننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحیح مسلم : 1597)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5347)

❁ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ .

''زمین کے نشانات تبدیل کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(صحيح مسلم : 1978)

❁ فرمان نبوی ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''اس پر اللہ کی لعنت ہو، جو اپنے والد پر لعنت بھیجے، اللہ کی اس پر لعنت ہو، جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے۔''

(صحيح مسلم : 1978)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوهَا، فَبَاعُوهَا .

''یہود پر اللہ کی لعنت ہو، ان پر چربی حرام کی گئی، تو انہوں نے پگھلا کر بیچنا شروع کردیا۔''

(صحيح البخاري : 2223، صحيح مسلم : 1582)

اس کے علاوہ کئی اعمال قبیحہ کے مرتکبین پر نبی کریم ﷺ نے لعنت کی ہے۔

سوال: مشرکانہ تصویروں کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرک کا سبب سب سے پہلے صلحا کی تصویریں بنیں، پھر تصویروں سے مورتیاں بنائی گئیں۔ لہٰذا جو تصویر تعظیم کی غرض سے بنائی جائے، وہ حرام ہے، کیونکہ یہ شرک کی ابتدا ہے۔ پہلی تمام قوموں میں بتوں کی پوجا کا سبب یہی تعظیم کی غرض سے بنائی جانے والی تصویریں ہی تھیں۔

❁ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے، تو آپ ﷺ کی کسی زوجہ نے گرجا کا تذکرہ کیا، جسے انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا، اس گرجا کا نام ''ماریہ'' تھا، سیّدہ ام سلمہ اور سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سرزمین حبشہ گئی تھیں، انہوں نے اس کے حسن اور اس میں رکھی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا:

أُولٰئِكِ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَةَ أُولٰئِكِ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ .

''یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو وہ اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیتے۔ پھر اس میں ان کی تصویریں بناتے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔''

(صحيح البخاري :1341؛ صحيح مسلم : 528)

۞ علامہ صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

''بعض مشرکین فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور مصائب کے وقت انہیں پکارتے تھے اور بعض مشرکین پتھروں کی عبادت کرتے تھے اور مصائب کے وقت ان کو پکارتے تھے۔ یہ پتھر اصل میں نیک لوگوں کی مورتیاں ہوتی تھیں، جن سے وہ محبت کیا کرتے تھے اور ان پر اعتقاد رکھتے تھے، جب وہ فوت ہو گئے، تو ان کی یاد میں انہوں نے تصویریں بنالیں۔ ایک لمبا زمانہ گزرنے کے بعد وہ ان کی عبادت کرنے لگے، پھر لمبا وقت گزرنے کے بعد وہ ان پتھروں کی ہی عبادت کرنے لگے۔ بعض مشرکین مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے، بعض ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور مشکلات میں انہیں پکارتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا، کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلائیں۔''

(تطهير الاعتقاد، ص 56)

(سوال): کیا نماز کی ہر رکعت کے آغاز میں ''تعوذ'' پڑھا جائے گا؟

(جواب): نماز کی پہلی رکعت میں تعوذ پڑھا جائے گا، بقیہ رکعات کے شروع میں تعوذ نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ بسم اللہ پڑھ کر سورت فاتحہ پڑھی جائے گی۔

(سوال): کیا کنوارے زانی کو ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ثابت ہے؟

(جواب): کنوارے زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

۞ سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد اور سیدنا شبل رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں:

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک آدمی آکر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ

کیجیے، اس کا مد مقابل جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا، وہ بھی کھڑا ہو کر کہنے لگا: ٹھیک ہے، آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے (بات کی) اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہیے، اس نے کہا: میرا بیٹا ان کے ہاں ملازم تھا، وہ ان کی بیوی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو گیا، مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے، تو میں نے اس کے فدیے میں ایک سو بکریاں اور ایک غلام دیا ہے، اس کے بعد میں نے علما سے پوچھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور اس کی عورت پر رجم کی سزا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور خادم واپس ہوں گے اور آپ کے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے، انیس! آپ اس آدمی کی بیوی کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کر لے، تو اسے سنگسار کر دیں۔''

(صحيح البخاري: 6827، صحيح مسلم: 1697، المنتقى لابن الجارود: 811)

سوال: کیا سیاہ خضاب لگانا اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنا ہے؟

جواب: سیاہ خضاب لگانا اسلاف امت کی ایک بڑی جماعت سے ثابت ہے۔ اسے حرام کہنا درست نہیں، نیز یہ اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے کے زمرہ میں نہیں آتا۔

سوال: تفسیر اور تاویل میں کیا فرق ہے؟

جواب: متقدمین اور متاخرین کے ہاں تفسیر اور تاویل میں فرق ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''تاویل سے تین مفہوم مراد لیے گئے ہیں؛ ① متاخرین کی اصطلاح میں

تاویل: اکثر متاخرین کی اصطلاح میں تاویل سے مراد ہے: لفظ کو کسی دلیل کی بنا پر راجح معنی سے مرجوح معنی کی طرف پھیرنا۔ ان متاخرین کی اصطلاح کے مطابق کسی لفظ کا وہ معنی، جو اس کی ظاہری مراد سے مطابقت رکھتا ہو، تاویل نہیں کہلائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''تاویل'' کے لفظ سے یہی مراد لیا ہے، نیز تمام نصوص کی ظاہری مدلول کے برعکس تاویلات ہیں، جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا تاویل کرنے والے جانتے ہیں۔ متاخرین میں سے بہت سے اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ نصوص کو ان کے ظاہری معانی پر رکھا جائے گا، ان کا ظاہری معنی ہی مراد ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان نصوص کی ان مفاہیم کے علاوہ بھی تاویل ہے، جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ائمہ اربعہ وغیرہ کو ماننے والوں میں کئی نام نہاد اہل سنت اس متناقض مؤقف کا شکار ہو گئے ہیں۔ ② **جمہور مفسرین کے ہاں تاویل**: تاویل سے مراد کلام کی تفسیر ہے، چاہے ظاہری معنی کے موافق ہو یا نہ ہو۔ جمہور مفسرین وغیرہ کی اصطلاح میں اسے ہی تاویل کہتے ہیں۔ اس تاویل کو علم میں پختہ لوگ جانتے ہیں۔ یہ معنی ان سلف کے موافق ہے، جو اس فرمان باری تعالیٰ پر وقف کرنے کے قائل ہیں: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُۥٓ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱلرَّٰسِخُونَ فِي ٱلْعِلْمِ﴾ ''اس کی تاویل کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں، جو علم میں راسخ ہیں۔'' ③ **قرآن وسنت میں وارد تاویل**: تاویل سے مراد وہ حقیقت ہے، جس کی طرف کلام کو لوٹایا جاتا ہے، اگرچہ آپ اس کے ظاہری معنی سے واقف ہوں۔ پس جنت کے کھانے، پینے، لباس، نکاح اور وقوع

قیامت وغیرہ کے متعلق جوخبر دی گئی ہے، ان کی تاویل سے مراد ان میں پائے جانے والے حقائق ہیں، نہ کہ وہ معانی مراد ہیں، جنہیں ذہنوں میں تصور کیا جاتا ہے اور زبان سے ادا کیا جاتا ہے۔ لغت قرآن میں بھی تاویل سے یہی مراد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق ذکر کیا: ﴿يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا﴾(یوسف : ۱۰۰) ''ابا جان! یہی میرے خواب کی تاویل ہے، جسے میں نے (برسوں) پہلے دیکھا تھا، اسے میرے رب نے سچ کر دیا ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾(الأعراف : ۵۳) ''یہ لوگ اس کے اخیر نتیجے کے منتظر ہیں، جس دن اس کا اخیر نتیجہ آئے گا، اس دن وہ لوگ، جو اسے پہلے سے بھولے ہوئے تھے، کہیں گے کہ یقیناً ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے تھے۔'' نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾(النّساء : ۵۹) ''اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ بہت بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔'' اس تاویل کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(الفتوى الحموية الكبرىٰ :290-287/1)

(سوال): تفسیر کے ماخذ کیا ہیں؟

(جواب): اہل سنت مفسرین تفسیر کرتے ہوئے عموماً چار مآخذ کو مدنظر رکھتے ہیں؛

① قرآن ② حدیث ③ اقوال سلف صالحین

④ لغت۔

(سوال): تفسیر زمخشری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): ابو القاسم، محمود بن عمر بن محمد، زمخشری (۴۶۷۔۵۳۸ھ) نحوی، لغوی، متکلم، معتزلی مفسر، علم بیان اور بلاغت کے امام تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں، ان میں مشہور الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الأقاویل في وجوہ التاویل ہے۔ آپ عقیدہ میں معتزلہ کے امام تھے۔

اس لیے آپ کی تفسیر اعتزالیات اور ضلالات سے بھرپور ہے۔ ساتھ ساتھ بیان وادب، اعجاز قرآن، نظم قرآن، بلاغت قرآن اور جمال قرآن کے دریا بہادیے ہیں۔ لیکن قرآن آیات سے اندازِ بلاغت میں اپنے باطل معتزلی مذہب کے دلائل تراشتے ہیں، چنانچہ اس تفسیر سے بچنا ہی بہتر ہے، خصوصاً اس کے لیے جو اس میدان میں نو وارد ہو۔

ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ آیات سے اپنے باطل مذہب کی تائید حاصل کریں، اس کے خلاف آنے والی آیات کی تاویل کریں۔ قرآن کریم میں معانی و بیان کی جو دولتِ بلاغت موجود ہے اسے اہتمام سے بیان کرتے ہیں لیکن جب ایسا لفظ آجائے جو ان کے مذہب کے موافق نہ ہو تو ظاہری معنی ترک کر دیتے ہیں۔ لغت میں موجود کوئی دوسرا لغوی معنی دینے یا اسے مجاز، استعارہ اور تمثیل قرار دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

بالفاظ دیگر قرآن کریم سے انداز بلاغت میں اپنے باطل معتزلی مذہب کے دلائل

تراشتے ہیں۔کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو اہل سنت والجماعت پر چسپاں کر دیتے ہیں۔اہل سنت کے برے برے نام رکھتے ہیں مثلاً ہشویہ، مجبرہ اور مشبہہ۔

اسرائیلی روایات بہت کم ذکر کرتے ہیں۔احادیث کو''روی'' کے لفظ سے ذکر کرتے ہیں یا آخر میں ''اللہ اعلم'' کہہ دیتے ہیں۔ہر سورت کی تفسیر کے آخر میں اس کے فضائل میں جھوٹی احادیث بیان کرتے ہیں۔فقہی مسائل میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتے۔اپنے مذہب حنفیہ میں متعصب نہیں۔

آپ نے تفسیر معتزلہ کی حمایت میں لکھی ہے۔کئی اہل علم نے آپ کا رد کیا۔

❁ علامہ بلقینی کہتے ہیں:

اِسْتَخْرَجْتُ مِنَ الْكَشَّافِ اعْتِزَالًا بِالْمَنَاقِيشِ .

''میں نے موازنہ کر کر کے تفسیر کشاف سے مذہب معتزلہ نکالا۔''

(الإتقان في علوم القرآن : 190/2)

❁ علامہ ابن منیر رحمہ اللہ نے اَلْإِنْصَافُ فِيمَا تَضَمَّنَهُ الْكَشَّافُ مِنَ الْاِعْتِزَالِ نامی کتاب لکھی ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كُنْ حِذْرًا مِّنْ كَشَّافِهٖ . ''اس کی تفسیر سے بچ کر رہیے گا۔''

(ميزان الاعتدال : 78/4)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے علامہ زمخشری پر تفصیلی رد کیا ہے۔

(الفتاوی الکبریٰ : 85/5)

سوال: تفسیر بالرائے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): تفسیر بالرائے مندرجہ ذیل صورتوں میں مذموم ہے۔

① جو شخص قرآن کی تفسیر کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو، وہ تفسیر کرے۔

② جس آیت کی تفسیر نبی کریم ﷺ یا سلف امت سے ثابت ہو، تفسیر بالرائے کرنے والا اس تفسیر کے خلاف تفسیر کرے۔

③ جن آیات میں سلف سے تفسیر ثابت نہیں، ان میں عربی لغت کے خلاف تفسیر کرے۔

④ جو اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو، وہ اجتہاد کر کے قرآن کی تفسیر کرے۔

⑤ قرآن کی متشابہ آیات کا اپنی رائے سے کوئی معنی بیان کرے، جو سلف صالحین سے منقول نہیں ہے۔

⑥ آیت کی ایسی تفسیر کرے، جو مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہو۔

⑦ جن آیات میں عقل اور غور وفکر کے استعمال کی گنجائش ہے، ان میں اپنی رائے کو یقینی اور قطعی قرار دے۔

(سوال): کیا نماز میں ایک سلام پر اکتفا کرنا جائز ہے؟

(جواب): نماز میں ایک سلام پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے، اس پر اجماع ہے۔ اس بارے میں مرفوع روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَكُونُ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ خَارِجًا مِّنَ الصَّلَاةِ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ ایک سلام کے ساتھ نمازی نماز سے نکل جاتا ہے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع : 5/446)